تو دونوں میں سے کوئی بھی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کردہ ایک تناسب ہے۔ انسانی کوشش اور سائنسی تحقیق کے دعوے کے باوجود قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جس جان کو جس شکل میں دنیا میں آنا ہے اس کا فیصلہ نہ والدین کرتے ہیں نہ طبی مشیر' بلکہ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ فیصلہ فرماتے ہیں۔

کسی شوہر کا اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض کرنا نہ عقلی طور پر اور نہ اسلامی طور پر قابل قبول ہے۔ اس لیے جو حضرات اپنے گھر میں لڑکیوں کی پیدائش پر برہم اور مغموم ہوتے ہیں' انھیں فوری طور پر اپنے ایمان کا جائزہ لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے جس برکت اور فضل کا فیصلہ کیا گیا ہو اس پر نہ صرف قناعت بلکہ خوشی کا اظہار ایک دینی تقاضے اور مطالبے کے طور پر کرنا چاہیے۔

دراصل ہم ابھی جاہلی مرد آمیز (Male Chauvanist) ثقافت میں گرفتار ہیں۔ لڑکوں کی پیدائش پر پٹاخے چھوٹتے ہیں' خوشیاں منتی ہیں' مٹھائی بٹتی ہے' باچھیں کھلتی ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش پر خوشی پر اوس پڑ جاتی ہے۔ کیا یہی سید الانبیاءؐ سے محبت' اطاعت اور قربت کی علامت ہے؟ کیا یہی وہ عقلی رویہ ہے جو اسلام اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ اس دور میں اسلام کی دعوت لے کر اٹھے ہیں' انھیں تو اپنے گھروں میں بہترین نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ ان کے رویوں کو جاہلی تصورات سے بالکل آزاد اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ جو اپنے گھر میں' اپنی رفیقہ حیات کو بیٹی پیدا ہونے پر مجرم قرار دے سکتا ہے' وہ کس منہ سے کسی کے سامنے اللہ کے دین کی دعوت پیش کرتا ہے اور کس منہ سے اللہ کے سامنے جائے گا۔ اسے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور اپنی اصلاح کرنا اور اللہ سے استغفار کرنا چاہیے۔

(ڈاکٹر انیس احمد)

گناہ گار مومن اور "نیکوکار" کافر کا فرق

میری ایک مسیحی شاگرد کہتی ہے کہ میں نے میٹرک میں اسلامیات کے کورس میں ایک حدیث پڑھی تھی جس میں کہا گیا ہے کہ مسلمان چاہے کتنا ہی بڑا گنہگار ہو وہ کچھ عرصہ دوزخ میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر آخرکار ضرور جنت میں چلا جائے گا۔ مگر کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔ پھر وہ کہنے لگی آپ ہمیں بھی کافر ہی سمجھتے ہیں۔ کوئی عیسائی خواہ وہ کتنا ہی نیکوکار ہو مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق دوزخ ہی میں جائے گا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ اپنی شاگرد کو پہلے یہ بات سمجھائیں کہ گناہ گار مومن اور نیکوکار کافر کے درمیان فرق کی بنیاد کیا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری قبول کر کے اس کے وفادار بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اپنی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے وہ کسی جرم یا بعض جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اس کے برعکس کافر

دراصل ایک باغی ہوتا ہے اور آپ کے کہنے کے مطابق اگر وہ نیکوکار ہو بھی تو اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اس نے بغاوت کے جرم پر کسی اور جرم کا اضافہ نہیں کیا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جو شخص باغی ہے اور صرف مجرم ہے اسے صرف جرم کی حد تک سزا دی جائے گی' بغاوت کی سزا اس کو نہیں دی جاسکتی' کیونکہ جرم کرنے کی وجہ سے کوئی شخص وفادار رعیت کے زمرے سے خارج نہیں ہو جاتا۔ لیکن بغاوت بجائے خود سب سے بڑا جرم ہے' اس کے ساتھ اگر کوئی شخص دوسرے جرائم کا اضافہ بھی کرتا ہو تو اسے وہ حیثیت کسی طرح نہیں دی جاسکتی جو وفادار رعیت کو دی جاتی ہے۔ وہ بغاوت کی سزا بہرحال پاکر رہے گا خواہ وہ اس کے علاوہ کسی جرم کا ارتکاب نہ کرے۔ لیکن اگر وہ باغی ہونے کے ساتھ کچھ جرائم کا مرتکب بھی ہو تو اسے بغاوت کی سزا کے ساتھ ان دوسرے جرائم کی سزا بھی دی جائے گی۔

اس اصولی بات کو جب وہ سمجھ لیں تو ان کو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کی وفادار و فرمانبردار رعیت میں صرف وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کو کسی قسم کے شرک کی آمیزش کے بغیر اور اللہ کے سب پیغمبروں کو کسی استثنا کے بغیر' اور اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں کو کسی کا انکار کیے بغیر مانتے ہوں اور آخرت کی جواب دہی کو بھی تسلیم کرتے ہوں۔ ان میں سے جس چیز کو بھی آدمی نہ مانے گا وہ باغی ہو گا اور اسے خدا کی وفادار رعیت میں شمار نہ کیا جاسکے گا۔ اب مثال کے طور پر رسولوں اور کتابوں ہی کے معاملے کو لے لیجیے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی انجیل کو جب یہودیوں نے نہ مانا تو وہ سب باغی ہو گئے' اگرچہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے کے انبیا اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کو وہ مانتے تھے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے تک حضرت عیسیٰؑ کے پیرو اللہ کی وفادار رعیت تھے لیکن جب انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا تو وہ بھی باغی ہو گئے۔ مسیحؑ اور انجیل اور سابق انبیا اور ان کی کتابوں کو ماننے کے باوجود وہ اللہ کی وفادار رعیت میں شمار نہیں ہو سکتے۔

یہ بات بھی جب وہ سمجھ لیں تو انھیں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت باغیوں کے لیے نہیں بنائی ہے بلکہ اپنی وفادار و فرمانبردار رعیت کے لیے بنائی ہے۔ اس وفادار رعیت میں سے اگر کوئی شخص کوئی ناقابل معافی جرم کرتا ہے یا اس نوعیت کے بہت سے جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اسے اس کے جرائم کے مطابق سزا دی جائے گی اور جب وہ اپنی سزا بھگت لے گا تو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ لیکن جس نے بغاوت کا ارتکاب کیا ہے وہ کسی طرح جنت میں نہیں جا سکتا۔ اس کا مقام بہرحال دوزخ ہے۔ دوسرے کسی جرم کا وہ مرتکب نہ بھی ہو تو بغاوت بجائے خود اتنا بڑا جرم ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی بھی اسے جنت میں نہیں پہنچا سکتی۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی' ترجمان القرآن' اگست' ۱۹۷۵)